ثبوت ہلال کی غلطیاں

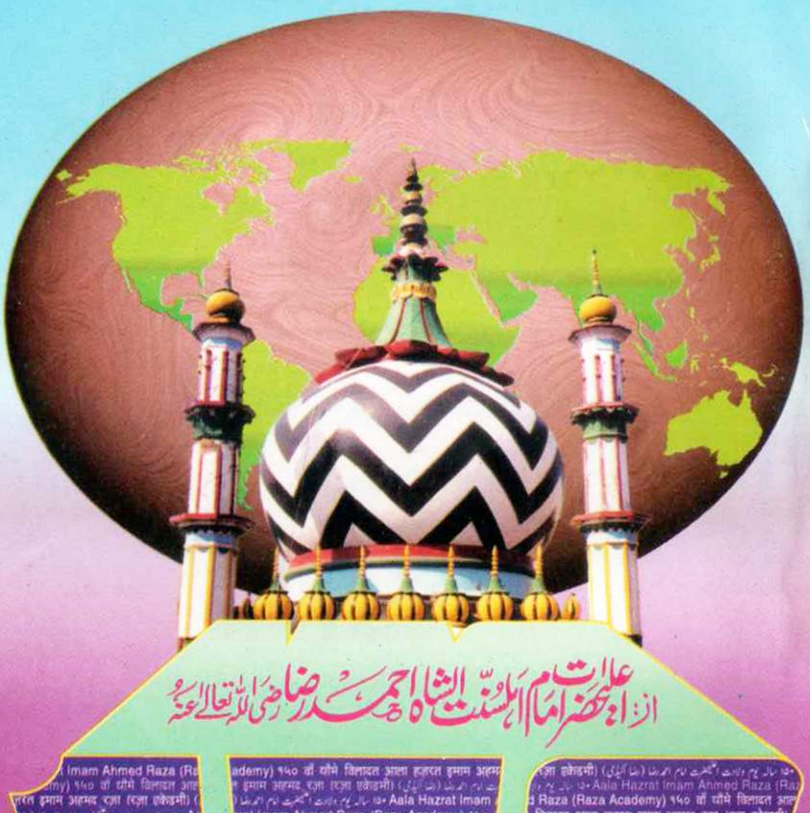

از: اعلیٰحضرت امام اہلسنت الشاہ احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ناشر: رضا اکیڈمی ممبئی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ازکی الاہلال بابطال ما احدث الناس فی امر الہلال

۱۳۰۵ھ

تصنیف

اعلیحضرت امام اہلِ سُنت مجدد دین وملت

مولانا شاہ احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ترجمہ عربی عبارات

حضرت علامہ مفتی محمد خاں قادری، لاہور

تخریج وتصحیح

مولانا نذیر احمد سعیدی

بفیض حضور مفتی اعظم حضرت علامہ شاہ محمد مصطفےٰ رضا قادری نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رضا اکیڈمی ۲۶، کامبیکر اسٹریٹ ممبئی ۳

فون: ۳۷۰۲۲۹۶

سلسلۂ اشاعت ۲۸۷

نام کتاب ———— ازکی الاہلال بابطال مااحدث الناس فی امر الہلال
۱۳۰۵ھ

مصنف ———— اعلیحضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ترجمہ عربی عبارات ———— حضرت علامہ مفتی محمد خاں قادری، لاہور

تخریج وتصحیح ———— مولانا نذیر احمد سعیدی

سن اشاعت ———— سنہ ۱۴۲۲ھ سنہ ۲۰۰۱ء

ناشر ———— رضا اکیڈمی ۲۶ کامبیکر اسٹریٹ بمبئی ۳

طباعت ———— رضا آفسیٹ بمبئی ۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

پیش لفظ

عروس البلاد ممبئی میں چند مخلصینِ اہل سنّت کی مشترکہ کوشش سے ۱۹۷۸ء سنہ میں رضا اکیڈمی کا قیام ہوا اور اس نے بفضلہٖ تعالیٰ مسلکِ اہلِ سنّت کے فروغ و استحکام میں نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ دردمند اور باشعور سنّی عوام و خواص کے مختلف حلقوں میں اس نے اسلام و سنّیت کی بیش بہا خدمات انجام دے کر کئی شہروں میں اپنی متحرک و فعال شاخیں بھی قائم کیں اور علماء اہل سنّت بالخصوص امام اہل سنّت مجدد دین و ملت اعلیٰحضرت امام احمد رضا حنفی قادری برکاتی بریلوی قدس سرہٗ کی کتب و رسائل بڑی تعداد میں شائع کر کے ملک کے گوشے گوشے تک پہنچایا۔

علماء اہل سنّت اور اعلیٰحضرت محدث بریلوی کی ابتک دوسو چھیاسٹھ ۲۶۶ کتابیں رضا اکیڈمی ممبئی شائع کر چکی ہے مزید برآں اس سال دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف کے صدسالہ جشن اور اعلیٰحضرت محدث بریلوی کے ۱۵۰ سالہ یوم ولادت کے موقعہ پہ دسیوں رسائل رضویہ فتاویٰ رضویہ مترجم شائع کردہ رضا فاؤنڈیشن لاہور سے عکس لے کر شائع ہو رہے ہیں۔

رضا اکیڈمی ممبئی اپنے مشن کو دور دراز خطوں اور ہر طبقے تک پہنچانے کیلئے شب و روز کوشاں ہے اور اس کا پیغام بھی یہی ہے کہ

کام وہ لے لیجئے تم کو جو راضی کرے ٹھیک ہو نام رضا تم پہ کروروں درود

اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلے اللہ علیہ وسلّم کے صدقہ و طفیل میں رضا اکیڈمی سے دین و سنّیت کی زیادہ سے زیادہ خدمات لے اور اس کی ہر خدمت کو قبول فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

اسیر مفتی اعظم محمد سعید نوری

رضا اکیڈمی ممبئی ۔ ۲۸ محرم الحرام ۱۴۲۲ سنہ ھ / ۲۳ر اپریل ۲۰۰۱ سنہ ء

ازکی الاہلال بابطال ما احدث الناس فی امر الہلال

۱۳۰۵ھ

(رویتِ ہلال کے بارے میں لوگوں کی ایجاد کردہ خبر (تار اور خط) کو باطل کرنے میں عمدہ بحث)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ ربُّ محمد صلی علیہ وسلما

مسئلہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ در بارۂ رویت ہلال تار کی خبر شرعاً معتبر ہے یا نہیں؟ اور اگر کچھ لوگ یہ انتظام مقرر کریں کہ درباب رویت ہلال رمضان وشوال و ذی الحجہ ومحرم کے پیشتر سے مراسلات مقام دیگر کو جہاں جہاں مناسب خیال کیا جائے اس مضمون سے بھیجے جائیں کہ اگر ان مقاموں میں ۲۹ کی رویت ہو تو خبر رویت کی بذریعہ تار کے پہنچ جائے اور بعد پہنچے خبر شہادت کافی کے مشتہر کر دیا جائے تو یہ طریقہ شرعاً مقبول یا محض باطل، اور اس کی بنا پر اعلان ہو تو مسلمانوں کو اس پر عمل جائز یا حرام؟ اور اعلان کرنے والوں کے حق میں کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب

الحمد للہ الذی بشکرہ یصیر ھلال النعمۃ — سب تعریف اللہ کے لیے جس کے شکر سے نعمتوں کا چاند

بدراوالصلٰوۃ والسلام علی اجل شموس الرسالۃ قدراوعلیٰ اٰلہ وصحبہ نجوم الھدی واقمار التقی ماانی البرق بخبر الودق فصدق مرۃ وکذب اخری اللھم ھدایۃ الحق والصواب۔

بدر بن جاتا ہے، صلوٰۃ وسلام اس ذات پر جو قدرومنزلت میں رسالت کا سب سے اعلیٰ آفتاب ہیں، آپ کے آل واصحاب پر جو ہدایت کے ستارے اور تقوٰی کے چاند ہیں جب تک بجلی کی چمک بارش کی خبر دے کبھی وہ سچ ہو اور کبھی غلط، اے اللہ! حق وصواب کی ہدایت عطا فرما۔(ت)

امورِ شرعیہ میں تار کی خبر محض نامعتبر، اور یہ طریقہ کہ تحقیق ہلال کیلئے تراشا گیا باطل وبے اثر مسلمانوں کو ایسے اعلان پر عمل حرام اور جو اس کی بنا پر مرتکب اعلان ہو سب سے زیادہ مبتلائے آثام۔ اس طریقے میں جو غلطیاں اور احکامِ شرع سے سخت بیگانگیاں ہیں۔ اُن کی تفصیل کو دفتر درکار، لہذا یہاں بقدرِ ضرورت وفہم مخاطب چند آسان تنبیہوں پر اقتصار۔

تنبیہ اول: شریعتِ مطہرہ نے دربارۂ ہلال دوسرے شہر کی خبر کو شہادت کافیہ یا تواتر شرعی پر بنا فرمایا اور ان میں بھی کافی وشرعی ہونے کے لیے بہت قیود وشرائط لگائیں جس کے بغیر ہرگز گواہی وشہرت بکار آمد نہیں اور پُر ظاہر کہ تار نہ کوئی شہادتِ شرعیہ ہے نہ خبرِ متواتر، پھر اس پر اعتماد کیونکر حلال ہو سکتا ہے۔ فتح القدیر و درمختار وحاشیہ طحطاوی علی مراقی الفلاح شرح نور الایضاح میں ہے:

واللفظ للدر یلزم اھل المشرق برؤیۃ اھل المغرب اذاثبت عندھم رؤیۃ اولٰئک بطریق موجب[1]۔

در کے الفاظ یہ ہیں اہلِ مشرق پر اہلِ مغرب کی رویت کی وجہ سے لازم ہوجاتا ہے بشرطیکہ جب اس رویت کا ثبوت ان کے ہاں بطریق موجب ہو۔(ت)

علامہ حلبی وعلامہ طحطاوی وعلامہ شامی حواشیِ در میں فرماتے ہیں:

بطریق موجب کان یتحمل اثنان الشھادۃ اویشھدا علی حکم القاضی اویستفیض الخبر بخلاف ما اذا اخبران اھل بلدۃ کذا رأوہ لانہ حکایۃ[2]۔

طریق موجب یہ ہے کہ شہادت لانے والے دو ہوں یا وہ قاضی کے فیصلہ پر گواہ ہوں یا خبر مشہور ہو بخلاف اس صورت کے جب دونوں نے یہ خبر دی ہو کہ فلاں اہلِ شہر نے دیکھا ہے کیونکہ یہ تو حکایت ہے۔(ت)

جو یہاں تار کی خبر پر عمل چاہے اس پر لازم کہ شرعاً اس کا موجب وملزم ہونا ثابت کرے مگر حاشا نہ ثابت ہوگا جب تک ہلال مشرق اور بدر مغرب سے نہ چمکے، پھر شرع مطہر پر بے اصل زیادت اور منصب رفیع فتوٰی پر جرأت کس لیے والعیاذ

---

[1] درمختار — کتاب الصوم — مطبع مجتبائی دہلی ۱/۱۴۹

[2] ردالمحتار — باب صدقۃ الفطر — داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/۹۶

باللہ سبحانہ و تعالیٰ اور یہ خیال کہ تار میں خبر تو شہادت کافیہ کی آتی محض نادانی کہ ہم تک تو نامعتبر طریقے سے پہنچی۔ نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ معتبر کس کی خبر، پھر تو حدیث نامعتبر راویوں کے ذریعہ سے آتی ہے کیوں پایۂ اعتبار سے ساقط ہو جاتی ہے!

تنبیہ دوم: تار کی حالت خط سے زیادہ ردی وسقیم کہ اس میں کاتب کا خط تو پہچانا جاتا ہے طرزِ عبارت شناخت میں آتا ہے، واقف کار دیگر قرائن سے اعانت پاتا ہے۔ بایں ہمہ ہمارے علماء نے تصریح فرمائی کہ امورِ شرعیہ میں ان خطوط ومراسلات کا کچھ اعتبار نہیں کہ خط خط کے مشابہ ہوتا ہے اور بن بھی سکتا ہے تو یقین شرعی نہیں ہو سکتا کہ یہ اُسی شخص کا لکھا ہُوا ہے۔ ائمۂ دین کی عبارتیں لیجئے:

اشباہ[1] میں ہے: لایعتمد علی الخط ولا یعمل بہ[1] (خط پر نہ اعتماد کیا جائے گا نہ عمل۔ ت)

ہدایہ[2] میں ہے: الخط یشبہ الخط فلم یحصل العلم[2] (خط دوسرے خط کے مشابہ ہوتا ہے لہذا اس سے علم حاصل نہ ہوگا۔ ت)

فتح القدیر[3] میں ہے: الخط لا ینطق و ھو متشابہ[3] (خط بولتا نہیں اور اس میں مشابہت ہوتی ہے۔ ت)

درمختار[4] میں ہے: لایعمل بالخط[4] الخ (خط پر عمل نہیں کیا جاسکتا الخ۔ ت)

فتاوی قاضیخاں[5] میں ہے:

القاضی انما یقضی بالحجۃ والحجۃ ھی البینۃ او الاقرار اما الصک فلا یصلح حجۃ لان الخط یشبہ الخط[5]	قاضی فیصلہ دلیل پر کرے اور دلیل گواہ ہیں یا اقرار پر فیصلہ کرے، اشٹام حجت نہیں کیونکہ خط دوسرے خط کے مشابہ ہو سکتا ہے (ت)

کافی[6] شرح وافی میں ہے: الخط یشبہ الخط وقد یزور ویفتعل[6] (خط خط کے مشابہ ہوتا ہے اور

---

[1] الاشباہ والنظائر کتاب القضاء والشہادات والدعاوی ادارۃ القرآن وعلوم اسلامیہ کراچی ۱/۳۳۸
[2] ہدایہ کتاب الشہادات فصل مایتحملہ الشاہد مطبع یوسفی لکھنؤ ۳/۱۵۷
[3] فتح القدیر
[4] درمختار کتاب القاضی الی القاضی وغیرہ مطبع مجتبائی دہلی ۲/۸۳
[5] فتاوی قاضی خاں فصل فی دعوی الوقف الخ منشی نولکشور لکھنؤ ۴/۷۴۲
[6] کافی شرح وافی

یہ ان اشیاء میں سے ہے جن سے کسی کی طرف جھوٹ منسوب کیا جاتا اور جعلسازی کی جاتی ہے۔ (ت)

مختصر ظہیریہ[٩] پھر شرح الاشباہ للعلامۃ البیری پھر ردالمحتار میں ہے:

لایقضی القاضی بذلك عند المنازعة لان الخط مما یزور ویفتعل[١]

قاضی جھگڑے کے وقت اس پر فیصلہ نہ کرے کیونکہ خط میں کسی کی طرف جھوٹ منسوب کیا جاسکتا ہے اور بنالیا جاتا ہے۔ (ت)

عینی[١٠] شرح کنز میں ہے:

الخط یشبه الخط فلا یلزم حجة لانه یحتمل التزویر[٢]

خط خط کے مشابہ ہوتا ہے لہذا وہ دلیل نہیں بن سکتا کیونکہ اس میں جعلسازی کا احتمال ہوتا ہے۔ (ت)

مجمع[١١] الانہر شرح ملتقی الابحر میں ہے:

الشهادة والقضاء والرؤیة لا یحل الاعن علم ولا علم هنا لان الخط یشبه الخط[٣]

شہادت اور قضا اور روایت یقین کے بغیر حلال نہیں اور یہاں یقین حاصل نہیں کیونکہ خط، خط کے مشابہ ہوتا ہے۔ (ت)

فتاوٰی[١٢] عالمگیری میں ملتقط[١٣] سے ہے:

الکتاب قد یفتعل ویزور، الخط یشبه الخط والخاتم یشبه الخاتم[٤]

خط میں جعل سازی اور من گھڑت بات بھی ہوسکتی ہے اور خط، خط کے مشابہ ہوتا ہے۔ اسی طرح مُہر دوسری مُہر کے مشابہ ہوسکتی ہے۔ (ت)

غمز[١٤] العیون میں فتاوٰی[١٥] امام اجل ظہیر الدین مرغینانی سے ہے:

العلة فی عدم العمل بالخط کونه مما یزور ویفتعل ای من شانه ذلك وکونه من شانه ذلك یقتضی عدم العمل به وعدم الاعتماد علیه،

خط پر عمل نہ کرنے کی علت یہ ہے کہ اس کے ذریعے جعلسازی کی جاسکتی ہے یعنی اس کی یہ صفت بن سکتی ہے اور اس صفت کا ہونا تقاضا کرتا ہے کہ اس پر عمل نہ کیا جائے اور نہ اعتماد کیا جائے اگرچہ

---

[١] ردالمحتار باب کتاب القاضی الی القاضی دار احیاء التراث العربی بیروت ۴/۳۵۲

[٢] عینی شرح کنز: رمز الحقائق شرح کنز الدقائق کتاب الشهادة مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۲/۸۰

[٣] مجمع الانہر کتاب الشہادات دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۱۹۲

[٤] فتاوٰی ہندیہ اسباب الثالث والعشرون فی کتاب القاضی الی القاضی نورانی کتب خانہ پشاور ۲/۳۸۱

وان لم یکن مزورا فی نفس الامر کما ھو ظاھر[1]
نفس الامر میں اس میں جعلسازی نہ کی گئی ہو جیسا کہ ظاہر ہے۔ (ت)

دیکھئے کس قدر روشن و واضح تصریحیں ہیں کہ خط پر اعتماد نہیں، نہ اس پر عمل، نہ اس کے ذریعہ سے یقین حاصل ہو، نہ اس کی بنا پر حکم و گواہی حلال کہ خط خط کے مشابہ ہوتا ہے اور مُہر مُہر کے مانند ہوسکتی ہے، اور صاف ارشاد فرماتے ہیں کہ خط کا صرف اپنی ذات میں قابلِ تزویر ہونا ہی اس کی بے اعتباری کو کافی ہے اگرچہ یہ خاص خط واقع میں ٹھیک ہو، پھر یہ تار جس میں خبر بھیجنے والے کے دست و زبان کی کوئی علامت تک نام کو بھی نہیں اور اس میں خط کی بہ نسبت کذب و تزویر نہایت آسان کیونکر امورِ دینیہ کی بنا اس پر حرام قطعی نہ ہوگی۔ سبحان اللہ ائمہ دین کی وُہ احتیاط کہ مُہر خط کو صرف گنجائش تزویر کے سبب لغو ٹھہرایا حالانکہ مُہر بنالینا اور خط میں خط ملادینا سہل نہیں شاید ہزار میں دو ایک ایسا کرسکتے ہوں اور یہاں تو اصلاً دشواری نہیں جو چاہے تار گھر میں جائے اور جس کے نام سے چاہے تار دے آئے، وہاں نام و نسب کی کوئی تحقیقات نہیں ہوتی، نہ رجسٹری کی طرح شناخت کے گواہ لیے جاتے ہیں، علاوہ بریں تار والوں کے وجوبِ صدق پر کون سی وحی نازل ہے کہ اُن کی بات خواہی نخواہی واجب القبول ہوگی اور اس پر احکام شرعیہ کی بنا ہونے لگی ہزار افسوس ذلتِ علم و قلتِ علماء پر، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

تنبیہ سوم: قطع نظر اس سے کہ خبر شہادت منگانے کے لیے جنھیں مراسلات بھیجے جائیں گے غالباً ان کا بیان حکایت و اخبار محض سے کتنا جُدا ہوگا جس کی بے اعتباری تمام کتبِ مذہب میں مصرح۔ بالفرض اگر اصل خبر میں کوئی خلل شرعی نہ ہوتا ہم اس کا جامۂ اعتبار تار میں آکر یکسر تار تار کہ وُہ بیان ہم تک اصالۃً نہ پہنچا بلکہ نقل در نقل ہوکر آیا، صاحبِ خبر تو وہاں کے تار والے سے کہہ کر الگ ہوگیا اُس نے تار کو جنبش دی اور اس کے کھٹکوں سے جن کے اطوارِ مختلفہ کو اپنی اصطلاحوں میں علامتِ حروف قرار دے رکھا ہے اشاروں میں عبارت بتائی اب وہ بھی جُدا ہوگیا یہاں کے تار والے نے اُن کھٹکوں پر نظر کی، اور ضرباتِ معلومہ سے جو فہم میں آیا نقوشِ معرفہ میں لایا اب یہ بھی الگ ہوا، وہ کاغذ کا پرچہ کسی ہرکارے کے سپرد ہُوا کہ یہاں پہنچا کر چلتا بنا۔ سبحان اللہ اس نفیس روایت کا سلسلۂ سند تو دیکھئے مجہول عن مجہول نامقبول از نامقبول از نامقبول، اس قدر وسائط تو لابدی ہیں پھر شاید کبھی نہ ہوتا ہو کہ معزز لوگ بذاتِ خود جاکر تار دیں، اب جس کے ہاتھ کہلا بھیجنا مانیے وُہ جدا واسطہ اُس پر فارم کی حاجت ہُوئی تو تحریر کا قدم درمیان آپ نہ آئے تو کسی انگریزی دان کی وساطت، اُدھر تار کا بابُو اردو نہ لکھے تو یہاں مترجم کی جُدا ضرورت، بااینہمہ فصل زائد ہُوا اور تار وصل نہیں جب تو نقل در نقل کی گنتی ہی کیا ہے، وائے بے انصافی

---

[1] غمز العیون مع الاشباہ والنظائر کتاب القضاء والشہادات الخ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۱/ ۳۳۹

اس طریقہ تراشیدہ پر عمل کرنے والوں سے پوچھا جائے ان سب وسائط کی عدالت وثقاہت سے کہاں تک آگاہ ہیں، حاش للہ نام بھی نہیں معلوم ہوتا، نام درکنار اصل شمار و، سائط بتانا دشوار، سب جانے دیجئے اسلام پر بھی علم نہیں اکثر ہنود وغیرہم کفار ان خدمات پر معیّن، غرض کوئی موضوع سی حدیث اس نفیس سلسلے سے نہ آتی ہوگی، پھر ایسی خبر پر امورِ شرعیہ کی بنا کرنا استغفر اللہ علماء تو علماء میں نہیں جانتا کہ کسی عاقل کا کام ہو۔

تنبیہ چہارم: علماء تصریح فرماتے ہیں کہ دوسرے شہر سے بذریعہ خط خبر شہادت دینا صرف قاضیِ شرع سے خاص جسے سلطان نے مقدمات پر والی فرمایا ہو، یہاں تک کہ حَکَم کا خط مقبول نہیں، درمختار میں ہے:

القاضی یکتب الی القاضی وھو نقل الشھادۃ حقیقۃ ولایقبل من محکم بل من قاض مولی من قبل الامام[1] الخ ملتقطا۔	قاضی دوسرے قاضی کی طرف لکھ سکتا ہے اور یہ حقیقۃً نقلِ شہادت ہے اور یہ فیصل سے قبول نہیں بلکہ اس قاضی سے قبول ہے جسے حاکم نے مقرر کیا ہو الخ ملتقطا (ت)

فتح میں ہے:

ھذا النقل بمنزلۃ القضاء ولھذا لایصح الامن القاضی[2]۔	یہ نقل بمنزلہ قضاء کے ہے لہذا یہ قاضی کے علاوہ کسی سے صحیح نہیں۔ (ت)

غیر قضاۃ تو یہیں سے الگ ہوئے، رہے قاضی ان کی نسبت صریح ارشاد کہ اس بارے میں نامۂ قاضی کا قبول بھی اس وجہ سے ہے کہ صحابہ و تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین نے برخلاف قیاس اسکی اجازت پر اجماع فرمالیا ورنہ قاعدہ یہی چاہتا تھا کہ اس کا خط بھی اُنھی وجوہ سے جواوپر گزریں مقبول نہ ہو اور پُر ظاہر کہ جو حکم خلافِ قیاس مانا جاتا ہے مورد سے آگے تجاوز نہیں کرسکتا، اور دوسری جگہ اس کا اجرا محض باطل وفاحش خطا، پھر حکم قبول خط سے گزر کر تار تک پہنچنا کیونکر روا۔ ائمہ دین تو یہاں تک تصریح فرماتے ہیں کہ اگر قاضی اپنا آدمی بھیجے بلکہ بذاتِ خود ہی آکر بیان کرے کہ میرے سامنے گواہیاں گزریں ہرگز نہ سُنیں گے کہ اجماع تو صرف دربارۂ خط منعقد ہوا ہے، پیامِ ایلچی وخود بیانِ قاضی اس سے جدا ہے۔ امام محقق علی الاطلاق شرح ہدایہ میں فرماتے ہیں:

الفرق بین رسول القاضی وکتابہ حیث	قاضی کے قاصد اور اس کے خط میں یہ فرق ہے کہ

---

[1] درمختار باب کتاب القاضی الی القاضی مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۸۳ و ۸۴

[2] فتح القدیر " " " " مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۶/ ۳۸۹

یقبل کتابه ولا یقبل رسوله، فلان غایة رسوله ان یکون کنفسه، وقد منا انه لو ذکر مافی کتابه لذلك القاضی بنفسه لا یقبله، وکان القیاس فی کتابه کذلك، الا انه اجیز باجماع التابعین علی خلاف القیاس فاقتصر علیه۔[1]

خط قبول کیا جائے گا لیکن قاصد مقبول نہیں، زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ قاصد، قاضی کے قائم مقام ہے جبکہ ہم پہلے بیان کرچکے کہ اگر قاضی خود جاکر دوسرے قاضی کو خط والا مضمون بتائے تو دوسرا قاضی اسے قبول نہیں کرے گا، خط کے بارے میں قیاس کا تقاضا یہی ہے کہ قبول نہ ہو لیکن تابعین حضرات کے اجماع سے اس کو جائز ومقبول قرار دیا گیا جو کہ خلافِ قیاس ہے اسی لیے اسی میں اجازت محصور رہے گی۔ (ت)

سبحان اللہ! پھر تار بیچارے کی کیا حقیقت کہ اسے کتاب القاضی پر قیاس کریں اور جہاں خود بیان قاضی شرعاً بے اثر وہاں اس کے سر بنائے احکام دھریں ع

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

(راستے کا تفاوت دیکھیں کہ کہاں سے کہاں تک ہے۔ ت)

اور جب شرعاً قاضی کا تار یُوں بے اعتبار، تو اوروں کے تار کی جو ہستی ہے وہ ہماری تقریر صدر سے آشکار کہ مقبول الکتاب کا تار ناچیز، تو مردود الکتاب کا تار کیا چیز، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ الملك العزیز۔

تنبیہ پنجم: قاضی شرع کا نامہ بھی صرف اُسی وقت مقبول جب دو مرد ثقہ یا ایک مرد دو عورتیں عادل دار القضاء سے یہاں آکر شہادتِ شرعیہ دیں کہ یہ خط بالیقین اُسی قاضی کا ہے اور اس نے ہمارے سامنے لکھا ہے ورنہ ہرگز قبول نہ ہوگی اگرچہ ہم اس قاضی کا خط پہچانتے ہوں اور اس کی مُہر بھی لگی ہو اور اُس نے خاص اپنے آدمی کے ہاتھ بھیجا بھی ہو۔ ہدایہ میں ہے:

لا یقبل الکتاب الا بشہادۃ رجلین او رجل وامرأتین لان الکتاب یشبه الکتاب فلا یثبت الا بحجة تامة وھذا لانه ملزم فلا بد من الحجة۔[2]

خط نہیں قبول کیا جائے گا مگر دو مرد یا ایک مرد اور دو خواتین کی گواہی پر قبول ہوگا کیونکہ خط، خط کے مشابہ ہوسکتا ہے لہذا اس حجتِ کاملہ کے بغیر خط کا ثبوت نہ ہوگا اور یہ اس لیے کہ خط کی وجہ سے حکم لازم ہوتا ہے اور اس لیے حجت کا ہونا ضروری ہوتا ہے (ت)

فتاوٰی ہندیہ میں ملتقط سے ہے:

---

[1] فتح القدیر شرح ہدایہ باب القاضی الی القاضی مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۶/ ۳۸۶

[2] ہدایہ " مطبع یوسفی لکھنؤ ۳/ ۱۳۹

یجب ان یعلم ان کتاب القاضی الی القاضی صار حجۃ شرعا فی المعاملات بخلاف القیاس لان الکتاب قد یفتعل ویزور الخط یشبہ الخط والخاتم یشبہ الخاتم ولکن جعلنہ حجۃ بالاجماع ولکن انما یقبلہ القاضی المکتوب الیہ عند وجود شرائطہ ومن جملۃ الشرائط البینۃ حتی ان القاضی المکتوب الیہ لایقبل کتاب القاضی مالم یثبت بالبینۃ انہ کتاب القاضی[1]

یہ جان لینا ضروری ہے کہ قاضی کا خط دوسرے قاضی کی طرف معاملات میں شرعاً حجت ہے لیکن خلاف قیاس کیونکہ خط میں جعلسازی اور جھوٹ لکھا جا سکتا ہے، اور خط خط کے مشابہ، اسی طرح مہر دوسری مُہر کے مشابہ ہو سکتی ہے لیکن ہم نے اسے اجماع کی وجہ سے حجت مانا ہے، لیکن جس قاضی کی طرف لکھا گیا ہو تب قبول کرے جب اسکی شرائط پائی جائیں، اور ان شرائط میں سے ایک یہ ہے کہ اس پر گواہ ہوں حتی کہ قاضی دوسرے قاضی کے خط کو اس وقت تک قبول نہیں کر سکتا جب تک گواہ گواہی نہ دیں کہ یہ قاضی کا خط ہے (ت)

عقود الدریہ میں فتاوٰی علامہ قاری الہدایہ سے ہے :

اذا شہدوا انہ خطہ من غیر ان یشاھدوا کتابتہ فلا یحکم بذلک[2]

جب وہ گواہی دیں کہ یہ اس کا خط ہے مگر انھوں نے لکھتے ہوئے نہیں دیکھا تو ایسے خط پر فیصلہ نہ دیا جائے (ت)

سبحان اللہ ! یہ خطوط یا تار جو یہاں آتے ہیں اُن کے ساتھ کون سے دو گواہ عادل آکر گواہی دیتے ہیں کہ کہ فلاں نے ہمارے سامنے لکھا یا تار دیا مگر ہے یہ کہ ناواقفی کے ساتھ امورِ شرع میں بے جا مداخلت سب کچھ کراتی ہے نسأل اللہ توفیق الصواب وبہ نستعین فی کل باب (ہم اللہ تعالٰی سے توفیقِ صواب کا سوال کرتے ہیں اور ہر معاملہ میں اسی سے مدد چاہتے ہیں۔ ت)

اے عزیز ! اس زمانۂ فتن میں لوگوں کو احکامِ شرع پر سخت جرأت ہے خصوصاً ان مسائل میں جنھیں حوادثِ جدیدہ سے تعلق ونسبت ہے جیسے تار برقی وغیرہ سمجھتے ہیں کہ کتبِ ائمۂ دین میں ان کا حکم نہ نکلے گا جو مخالفت شرع کا ہم پر الزام چلے گا مگر نہ جانا کہ علمائے دین شکر اللہ تعالٰی مساعیہم الجمیلۃ (اللہ تعالٰی ان کی مساعیِ جمیلہ کو قبول فرمائے۔ ت) نے کوئی حرف ان عزیزوں کے اجتہاد کو اٹھا نہیں رکھا ہے تصریحاً تلویحاً تفریعاً تاصیلاً سب کچھ فرمادیا ہے زیادہ علم اسے ہے جسے زیادہ فہم ہے اور ان شاء اللہ العزیز زمانہ ان بندگانِ خدا سے خالی نہ ہوگا جو

---

[1] فتاوٰی ہندیہ الباب الثالث والعشرون فی کتاب القاضی الی القاضی نورانی کتب خانہ پشاور ۳/ ۳۸۱

[2] عقود الدریہ الکتابۃ علٰی ثلاثۃ مراتب الخ ارگ بازار قندھار افغانستان ۲/ ۱۹

مشکل کی تسہیل، معضل کی تحصیل، صعب کی تذلیل، مجمل کی تفصیل سے ماہر ہوں۔ بحر سے صدف، صدف سے گوہر، بذر سے درخت، درخت سے ثمر نکالنے پر باذن اللہ تعالیٰ قادر ہوں۔

لاخلا الکون عن افضالهم وکثر اللّٰه فی بلادنا من امثالهم اٰمین اٰمین برحمتك یا ارحم الراحمین وصلی اللّٰه تعالیٰ علیٰ خاتم النبیین سیّدنا محمد و اٰله وصحبه اجمعین واللّٰه سبحٰنه وتعالیٰ اعلم وعلمه جل مجدہٗ اتم وحکمه عزشانه احکم۔

زمانہ ان فضلاء سے خالی نہیں اور اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو ہمارے علاقوں میں زیادہ کرے آمین آمین برحمتک یا ارحم الراحمین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خاتم النبیین سیدنا محمد و آلہ وصحبہ اجمعین واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم وحکمہ عزشانہ احکم۔ (ت)